بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۴

جسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر

روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۷/۲۲	۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ ۲۷ وفا ۱۳۴۷ ہش ۲۷ جولائی ۱۹۶۸ء	نمبر ۱۶۸

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصلاحِ نفس کیلئے نِری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا

جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی دستگیری شاملِ حال نہ ہو نفس کی اصلاح ممکن نہیں ہوتی

"یاد رکھو اصلاحِ نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے۔ اس واسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ انہیں نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں۔ انسانی تدبیروں اور تجویزوں کی ناکامی کی مثال خود خدا تعالیٰ نے دکھائی ہے۔ یہودیوں کو تورات کے لئے کہا کہ اس میں تحریف و تبدیل نہ کرنا اور بڑی بڑی تاکیدیں اس کی حفاظت کی ان کو کی گئیں لیکن کم بخت یہودیوں نے تحریف کردی۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کو کہا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ یعنی ہم نے اس قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھو کہ اس نے کیسی حفاظت فرمائی۔ ایک لفظ اور نقطہ تک پس و پیش نہ ہوا اور کوئی ایسا نہ کرسکا کہ اس میں تحریف تبدیل کرتا۔ صاف ظاہر ہے کہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے اور جو انسان کے اپنے ہاتھ سے ہو وہ بابرکت نہیں ہوسکتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسی کے ہاتھ سے نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ پس محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارتِ نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ نہیں بلکہ کوشش اور مجاہدہ ضروری ہے اور سعی کرنا فرض ہے خدا تعالیٰ کا فضل سچی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اس واسطے ان تمام تدابیر اور مساعی کو چھوڑنا نہیں چاہیئے جو اصلاحِ نفس کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہیئے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھائی ہیں۔ آپ کے قدم پر قدم مارو اور پھر دعاؤں سے کام لو۔ تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر صرف تدبیروں سے صاف چشمہ تک نہیں پہنچ سکتے جو طہارت کا موجب بنے۔"

(ملفوظات جلد ششم صـ۲۴۵ و صـ۲۴۶)

89

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۶ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ربوہ ۲۶ وفا۔ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں ساڑھے آٹھ بجے تک تشریف فرما رہ کر فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کے طلباء کو شرف ملاقات بخشا۔ جملہ طلباء علاقہ وار اپنے اپنے زعیم کے ہمراہ ایک خاص ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر علاقہ کے طلباء نے اپنے اپنے زعیم کی سرکردگی میں باری باری حضور کی خدمت میں باریاب ہو کر مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ اس موقعہ پر حضور نے ازراہِ شفقت ہر طالب علم کے ساتھ گفتگو بھی فرمائی کل جن علاقوں کے طلباء نے ملاقات کا شرف حاصل کیا ان میں کراچی، کوئٹہ، پشاور، جھنگ، لائلپور، راولپنڈی، ملتان اور بہاولپور شامل ہیں۔ باقی طلباء کو حضور آج بعد نماز مغرب ملاقات کا شرف عطا فرمائیں گے۔

وقف عارضی کے فارم پُر کرنے کے سلسلہ میں ایک ضروری ہدایت یہ ہے کہ ہر فارم پر امیر جماعت یا صدر جماعت یا مربی سلسلہ احمدیہ کی تصدیق لازمی ہے کہ یہ دوست وقف عارضی کے لئے موزوں ہیں۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق آئندہ سے تقرر واقف کے لئے تصدیقی دستخط لازمی ہیں براہِ کرم اس امر کا خیال رکھا جائے۔

(نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ احمدیہ مشن ٹرینیڈاڈ کا موجودہ ایڈریس درج ذیل ہے۔

Mr. Muhammad Isaak Saheb Ali
Gemenelangsweg
No. 87, Paramaribo
Dutch Guiana
(South America)

(وکالت تبشیر ربوہ)

خاکسار کی والدہ مرحومہ مغفورہ محترمہ امۃ الرحمٰن بیگم صاحبہ کو حج بیت اللہ کی دلی تڑپ اور خواہش تھی جو بوجہ بیماری اور کمزوری ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی۔ والدہ محترمہ کی اس دلی خواہش کی تکمیل کی غرض سے خاکسار حج بدل کروانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کے کرنے کی توفیق دے۔ اور اس سال حج کا قرعہ بھی نکل آئے۔ آمین

خاکسار بشارت احمد ڈیرہ اسمٰعیل خان

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ وفا ۱۳۴۷ ہش

انسانی زندگی کے حصول کے وسائل

(۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ظلوم و جہول انسان کی راہ نمائی کے لئے انا الموجود کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی بات کی کنہ کو سمجھنے اور اس سے جو علم حاصل ہو اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے دل میں اس کا شوق و جوش پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

یعنی اس کتاب میں متقیوں کے لئے راہ نمائی ہے۔ یہاں متقی کے معنی ایسے شخص کے بھی ہیں جو کسی امر کی تلاش میں شوق و جوش سے تیاری کرتا ہے۔ مثلاً ہم اگر سائنس کے کسی اصول کی کنہ معلوم کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو پہلے ایک تجربہ گاہ تعمیر کرتے ہیں اور پھر اس میں تمام وہ آلات مہیا کرتے ہیں۔ جن کی تحقیقات میں ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو شخص تحقیقات کرتا ہے اور تجربات اور مشاہدات کی بناء پر کوئی بات دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کو اس کے متعلق ابتدائی علم ہوتا ہے اور سب سے بڑی چیز جو ایسی تحقیقات میں لازمی ہے۔ وہ اس شخص کے علم کے ساتھ وہ جوش ہے جو اس کے لئے وہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اگر کوئی سائنسدان بے دلی سے کام کرتا ہے۔ تو وہ یقیناً اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بعض دفعہ ایسا ضرور ہوا ہے کہ ایک شخص کسی خاص معاملہ کے متعلق کوشش کر رہا ہے اور اچانک اس کو ایسی معلومات حاصل ہو گئی ہیں جو اس کے خیال میں نہیں تھیں۔ لیکن اس سے انسانی جدوجہد کے اصول میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسی اتفاقی معلومات بھی اسی شخص کو ملتی ہیں جو جدوجہد کر رہا ہو۔ حسن اتفاق بھی انہی لوگوں کو ہوتا ہے جو کوئی کام کر رہے ہوں اور اس میں محنت کر رہے ہیں۔ پھر یہ حسن اتفاق بھی اکثر اسی چیز کے متعلق ہوتا ہے جو کسی کے زیر نظر ہو۔

کہتے ہیں کہ نیوٹن نے زمین کی کشش ثقل کا علم اس وقت پایا تھا۔ جب اس نے ایک سیب کو زمین پر گرتے دیکھا اس کو ہم حسن اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر نیوٹن کے ذہن میں پہلے ہی سے یہ کشمکش نہ ہوتی تو یہ حسن اتفاق کوئی فائدہ نہ دیتا۔ چونکہ وہ ہر وقت ایسے واقعات پر غور کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے یہ حسن اتفاق اس کے لئے ذریعہ علم بن گیا۔ الغرض ہر علم میں ضروری ہے کہ انسانی ذہن اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور باتوں اور ان کے نتائج پر غور کرنے کا سلیقہ ہو۔ جو فکر و غور کی عادت سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا علم بھی انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اس تعلق میں بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے برتن کو پاک و صاف کر کے رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی لئے عبارت محولہ میں فرمایا ہے کہ

"سچا خدا اس کے ڈھونڈنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ مگر مردہ مردے کی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ بتوں کے پجاری اپنے معبودوں سے کوئی مدد حاصل نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر زندہ خدا تعالیٰ کی تلاش کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو اپنا علم عطا کرتا ہے۔ ایک بت پرست کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو پانی کی طرف دور سے ہاتھ پھیلا دے۔ البتہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور حی و قیوم ہے۔ اس لئے وہ ضرور اس کا جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

یعنی مجھے پکارو میں جواب دونگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا پہلا وسیلہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو پہچانے اور اس پر کامل ایمان لائے۔ عام دنیاوی کاموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک کسی کام کی تکمیل پر ہمارا ایمان کامل نہ ہو۔ ہم اس میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں یہ کام نہیں آتا یا ہم اس کام کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ مثلاً ایک موچی کو اگر ہم جوتا بنانے کے لئے کہیں تو چونکہ اس کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ جوتا بنا سکتا ہے۔ اس لئے وہ جھٹ تیار ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے لئے جوتا تیار کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ ایک حجام سے کہیں کہ جوتا بنا دو۔ تو وہ اس کو مذاق سمجھے گا۔ الغرض جس کام کے لئے کسی کو علم ہوتا ہے اور اس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ یہ کام کر سکتا ہے تو وہ فوراً یہ کام کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت کے لئے بھی ہمارے دل میں اس کے پالینے کا پورا پورا یقین ہونا چاہیئے۔ جب ہی ہم اس کی تلاش میں لگ سکتے ہیں۔ ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ اگر کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دکھاؤ تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کس طرح دکھائی دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ایمان باللہ کو سب سے پہلے پیش کیا ہے۔ اور متقین کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ لہٰذا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے لازمی ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لایا جاوے۔ کیونکہ جس چیز پر ایمان ہی نہیں ہے اس کے حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کامل ایمان کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان زبان سے اس کا اقرار کرے آج دنیا میں سب سے بڑی روحانی بیماری یہی ہے کہ لوگ زبان سے تو خدا خدا کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ زہر کھانے سے انسان مر جاتا ہے تو وہ کبھی زہر نہیں کھاتا سوائے اس کے کہ اس کا ارادہ خودکشی کا ہو۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان رکھتا ہے۔ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تلاش میں دن رات لگا رہتا ہے۔ لیکن جو لوگ زبان سے تو خدا خدا کرتے ہیں اور ان کے دل دنیا میں غرق ہوتے ہیں وہ کامل الایمان نہیں ہوتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے۔

دل میں صنم صنم ہے زباں پر خدا خدا
دونوں سے یوں تباہ کئے جا رہا ہوں میں (تنویر)

تسبیح و تحمید و صلوٰۃ

اللہ پاک، پاک ہے حمد و ثنا کے ساتھ
اللہ پاک، صاحب شانِ عظیم ہے۔
ساجھی نہیں ہے کوئی بھی ربُّ العُلا کے ساتھ
یکتا صفات میں ہے غفور الرحیم ہے
اے ربِّ پاک! پاک محمدؐ پہ ہو صلوٰۃ
اے ربِّ پاک! آلِ محمدؐ پہ فضل کر
اے ربِّ پاک! بخش ہمیں پاک تر حیات
اپنی رضا کی پاک بہاروں سے باثمر

سعید احمد اعجاز

ارشاداتِ عالیہ

۹۵

دعا اور اس کے آداب

عبادت میں لذت کس طرح پیدا ہوتی ہے

دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آدابِ دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہوگئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آدابِ دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتیں، کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں اس لئے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لئے سب سے اول اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سُوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہوگیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بُرا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئیں کیوں قبول نہ ہوئیں؟ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔

دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا سبزہ اُوپر نکل آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا۔ مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی اور اب جبکہ اس کا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا لیکن ایک نادان بچہ اس وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اسکے پھل کا کون سا موقعہ ہے۔ وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشوونما پاتی اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔

یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔ دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے۔ حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے پہلے نباتات کی نشوونما کی طرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گزرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔ مرد شاید ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں جو اس مدت حمل کے درمیان عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لئے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ آخر آنیوالا زمانہ آجاتا ہے۔ دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونے کا وقت پہنچ جاتا ہے جبکہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آ کر جمع ہوتی ہیں اور ان کی حرارت اور حدّت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے۔ پھر یکایک وہ کپڑا جل اُٹھتا ہے۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنیوالی ثابت ہو جاوے ۔

پیدا است ندا لارا کہ بلند است جناب

مدّت دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گزشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اس پر شہادت دیتا ہے کہ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی امید ہوتی ہے لیکن جس امر میں جلد جواب مل جاتا ہے وہ ہونے والا نہیں ہوتا۔ عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لئے جاتا ہے اور نہایت اضطراب اور عاجزی سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اس کو بھی کچھ شرم آ ہی جاتی ہے۔ خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے تو کیا دعا کرنے والے کا ایک معمولی سائل جتنا بھی استقلال نہیں ہونا چاہیئے؟ خدا تعالیٰ جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اس کا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اسکے آستانہ پر گرا ہوا ہے تو کبھی اس کا انجام بد نہیں کرتا۔ جیسے ایک حاملہ عورت چار پانچ ماہ کے بعد کہے کہ اب بچہ پیدا کیوں نہیں ہوتا اور اس خواہش میں کوئی مسقط دوائی کھا لے تو اس وقت کیا بچہ پیدا ہوگا۔ یا ایک مایوسی بخش حالت میں وہ خود مبتلا ہوگی؟ اسی طرح جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے وہ نقصان ہی اٹھاتا ہے۔ اور نہ نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک نجّار تھا۔ اس کی عورت بیمار ہوئی اور آخر وہ مر گئی۔ اس نے کہا اگر خدا ہوتا تو میں نے اتنی دعائیں کی تھیں وہ قبول ہو جاتیں اور میری عورت نہ مرتی۔ اس طرح پر وہ دہریہ ہو گیا لیکن سعید اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اس کا ایمان بڑھتا اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے۔ زمین کی دولتیں خدا تعالیٰ کے آگے کیا چیز ہیں۔ وہ ایک دم میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ کیا دیکھا نہیں کہ اس نے اس قوم کو جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیا اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان اگر تقوےٰ اختیار کرے خدا تعالےٰ کا ہو جاوے تو دنیا میں اعلےٰ درجہ کی زندگی ہو۔ مگر شرط یہی ہے کہ صادق اور جوان مرد ہو کر دکھائے۔ دل متزلزل نہ ہو اور اس میں کوئی آمیزش ریاکاری و شرک کی نہ ہو۔ ابراہیم علیہ السلام میں وہ کیا بات تھی جس نے اس کو ابو الملّت اور ابو الحنفاء قرار دیا اور خدا تعالےٰ نے اس کو اس قدر عظیم الشان برکتیں دیں کہ شمار میں نہیں آ سکتیں یہی صدق اور اخلاص تھا۔

دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا کی تھی کہ اس کی اولاد میں سے عرب میں ایک نبی ہو۔ پھر کیا وہ اسی وقت قبول ہو گئی؟ ابراہیم کے بعد ایک عرصہ دراز تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس دعا کا کیا اثر ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں وہ دعا

پوری ہوئی اور پھر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ
التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو روح نہیں ملتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہے اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔ روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آ ہی جائے گا۔ اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے ہنسی آ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں۔ مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا۔ اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جس قدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دورانِ خون بھی قلب کا ایک کام ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ قلب آبپاشی جسم کے لئے ایک انجن ہے۔ اس کے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے

غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونو برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہو جاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب روح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خودبخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہیئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نمازوں میں لذت نہیں آتی مگر وہ نہیں جانتے کہ لذت اپنے اختیار میں نہیں ہے اور لذت کا معیار بھی الگ ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اشد درجہ کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے مگر وہ اس تکلیف کو بھی لذت ہی سمجھ لیتا ہے۔ دیکھو ٹرانسوال میں جو لوگ لڑتے ہیں۔ باوجودیکہ اس میں جانیں جاتی ہیں اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوتے ہیں مگر قومی حمیت اور پاسداری ان کو ایک لذت اور سرور کے ساتھ موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔

ان کو قومی حمیت اور پاسداری موت کے منہ میں خوشی کے ساتھ لے جاتی ہے۔ ادھر قوم ان کی محنتوں اور جانفشانیوں کی قدر کر رہی ہے جبکہ اغراض قومی متحد ہیں۔ پھر ان کی محنتوں کی قدر کیوں ہوتی ہے؟ ان کے دکھ اور تکالیف کی وجہ سے ان کی محنت اور جانفشانی کے باعث۔

غرض ساری لذت اور راحت دکھ کے بعد آتی ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں یہ قاعدہ بتایا ہے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اگر کسی راحت سے پہلے تکلیف نہیں تو وہ راحت راحت ہی نہیں رہتی۔ اسی طرح پر جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو عبادت میں لذت نہیں آتی۔ ان کو پہلے اپنی جگہ سوچ لینا ضروری ہے کہ وہ عبادت کے لئے کس قدر دکھ اور تکالیف اٹھاتے ہیں۔ جس قدر دکھ اور تکالیف انسان اٹھائے گا وہی تبدیل صورت کے بعد لذت ہو جاتا ہے۔ میری مراد ان دکھوں سے نہیں کہ انسان اپنے آپ کو بیجا مشقتوں میں ڈالے اور مالا یطاق تکالیف اٹھانے کا دعوٰے کرے۔

قرآن شریف میں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا آیا ہے اور رہبانیت اسلام میں نہیں ہے جس میں پڑ کر انسان اپنا ہاتھ سکھا لے یا اپنی دوسری قوتوں کو بیکار چھوڑ دے یا اور قسم قسم کی تکالیف شدیدہ میں اپنی جان کو ڈالے۔ عبادت کے لئے دکھ اٹھانے سے ہمیشہ یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان ان کاموں سے رکے جو عبادت کی لذت کو دور کرنے والے ہیں اور ان سے رکتے ہیں۔ اوّلاً ایسی ضرور تکلیف محسوس ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کی نارضامندیوں سے پرہیز کرے۔ مثلاً ایک چور ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ چوری چھوڑے۔ بدکار ہے تو بدکاری اور بدنظری چھوڑے۔۔۔ ۔۔۔ اسی طرح نشوں کا عادی ہے تو ان سے پرہیز کرے۔ اب جب وہ اپنی محبوب اشیاء کو ترک کرے گا تو ضرور ہے کہ اوّل اوّل سخت تکلیف اٹھاوے مگر رفتہ رفتہ اگر استقلال سے وہ اس پر قائم رہے گا تو دیکھ لے گا کہ ان بدیوں کے چھوڑنے میں جو تکلیف اس کو محسوس ہوتی ہے وہ تکلیف اب ایک لذت کا رنگ اختیار کرتی جاتی ہے کیونکہ ان بدیوں کے بالمقابل نیکیاں آتی جائیں گی اور ان کے نیک نتائج جو سکھ دینے والے ہیں وہ بھی ساتھ ہی آئیں گے یہاں تک کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں جب خدا تعالیٰ ہی کی رضا کو مقدم کر لے گا اور اس کی ہر حرکت اور سکون اللہ ہی کے امر کے نیچے ہوگی تو صاف اور بیّن طور پر وہ دیکھے گا کہ پورے اطمینان اور سکینت کا مزا لے رہا ہے۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب کہا جاتا ہے کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ کی ولایت میں آتا ہے اور ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آ جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے اپنی محبوب چیزوں کو جو خدا کی نظر میں مکروہ اور اس کے منشاء کے مخالف ہوتی ہیں چھوڑ کر اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالتا ہے تو ایسی تکالیف اٹھانے والے جسم کا اثر روح پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے متاثر ہو کر ساتھ ہی ساتھ اپنی تبدیلی میں لگتی ہے یہاں تک کہ کامل نیازمندی کے ساتھ آستانۂ الوہیت پر بے اختیار ہو کر گر پڑتی ہے یہ طریق ہے عبادت میں لذت حاصل کرنے کا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
صفحہ ۱۵۴ تا ۴۲۴)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

قطعہ

نہیں حاصل تجھے فریادِ دلگیر
نہ ہے سوزِ محبّت تیری تقدیر
تو دِل کی زندگی سے بے خبر ہے
فقط تر ہے ترے خوابوں کی تعبیر!

سعید احمد اعجاز

احمدی والدین سے ایک ضروری گذارش

(از محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

برادرانِ کرام!

اس زمانہ کا مشہور ترین ماہر علم النفسیات فرائڈ ایک بے دین اور دہریہ شخص تھا۔ ایک موقع پر نیکی و بدی کی دینی اقدار اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا مذاق اڑانے کی خاطر بڑے فخر سے کچھ اس قسم کے مفہوم کی عبارت لکھتا ہے کہ اگر میرے سپرد چند بچے کر دئے جائیں تو میں جو چاہوں انہیں بنا سکتا ہوں اگر چاہوں تو سخت ترین ظالم و سفاک اور اوباش بنا دوں اور چاہوں تو نیک اور شریف طینت۔ اسی طرح اگر چاہوں تو خدا کا دشمن اور دہریہ بنا دوں اور چاہوں تو اتنا نیک کہ وہ نبی بن جائیں گو اس کی یہ بڑ تو محض ایک دعویٰ تھا کہ جس بچے کو چاہوں نبی بنا سکتا ہوں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اصولی طور پر وہ بہت حد تک اپنے اس دعویٰ میں درست تھا کہ بچوں کی آئندہ زندگی پر ابتدائی تربیت کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے اور گو وہ اپنے زعم میں تو انبیاء پر طعن کر رہا تھا۔ لیکن فی الحقیقت تمام نبیوں کے سردار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قول کی تصدیق کے سوا اُس کے اس طعن کی کچھ قیمت نہ تھی اپنی عمر بھر کی عرق ریزی کے بعد اُس نے انسانی فطرت کے جس راز کو ناقص اور ادھوری حالت میں پایا اس سے کہیں بہتر رنگ میں کہیں زیادہ صحت کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تقریباً تیرہ سو سال پہلے ان الفاظ میں بیان فرما چکے تھے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔ یعنی سنو کہ ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ بعد ازاں غلط تربیت کے ذریعہ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اس مختصر سے فقرہ میں فطرتِ انسانی کا ایک ایسا قیمتی راز منکشف کیا گیا ہے کہ جسے سمجھ لینے سے انسانی معاشرہ کو جنت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

اس چھوٹے سے فقرے میں نبی نوع انسان کے لئے بیک وقت ایک عظیم الشان بشارت کا پیغام بھی ہے اور ہولناک انذار بھی موجود ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ انسانیت کے لئے یہ کیسی بڑی خوشخبری ہے کہ نبی نوع انسان کا ہر پیدا ہونے والا بچہ ایک صاف دل کی تختی لیکر آتا ہے جو اپنی خلقت کے لحاظ سے معصوم، بے داغ اور پاک صاف ہوتی ہے اور گناہ اور بدی کی کوئی ملونی اپنے اندر نہیں رکھتی۔ لیکن ساتھ ہی اس انکشاف میں یہ کتنا ہولناک انذار بھی مضمر ہے کہ پاک و صاف دل کی یہ تختی ضروری نہیں کہ اسی پاکیزہ اور معصوم حالت میں رہے بلکہ خدا تعالیٰ جب ایک مرتبہ یہ پاکیزہ امانت ماں باپ کے سپرد کر دیتا ہے تو پھر یہ ان کا اختیار ہوتا ہے کہ چاہیں تو اسے صاف اور بے داغ رکھیں اور چاہیں تو گندہ اور ناپاک کر دیں۔ چاہیں تو اس کے نیک رجحانات کو ترقی دیکر ایسا صیقل کر دیں کہ خود اللہ تعالیٰ کی رضا کی نظریں اس پر پڑنے لگیں اور وہ منعم علیہم گروہ میں شمار ہو۔ اور چاہیں تو وہ اس کے تمام نیک رجحانات کا رخ موڑ کر تاریکی اور جہالت اور گمراہی کی طرف کر دیں۔ یا دوسرے الفاظ میں اپنے معصوم اور پاکیزہ بچوں کو جنہیں خدا تعالیٰ نے اس حال میں پیدا فرمایا تھا کہ اگر پیدائش کے پہلے سانس میں بھی ان کی جان نکل جاتی تو وہ بلا شبہ جنت میں داخل ہوتے غلط تربیت کے نتیجہ میں ایسا حال میں مرنے دیں کہ ان کی موت ان کے لئے خدا کے غضب کی آگ اور نارِ جہنم کے سوا اور کوئی پیغام نہ لائے۔

کیا یہ بدبختی کسی انسان کے لئے کم ہے کہ اپنے ربّ سے جو معصوم جنتی روحوں کا تحفہ پائے اُسے اس حد تک مسخ کر دے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد وہ جنت کی بجائے دوزخ میں ڈالی جانے کی زیادہ اہل قرار دی جائیں۔ یقیناً یہ تو بہت ہی ہولناک اور گھاٹے والا سودا ہوگا

مذکورہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں یہ امر بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بچپن کی تربیت انسانی زندگی پر بہت گہرے اور بنیادی اہمیت کے نقوش چھوڑ جاتی ہے وہاں اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اس تربیت کی اوّلین ذمہ داری والدین پر ہے اور اگر نعوذ باللہ تربیت کے فقدان یا غلط تربیت کے نتیجہ میں کوئی بچہ دینِ فطرت سے ہٹتا تو اس کی اوّلین ذمہ داری والدین پر عائد ہوگی جیسا کہ فرمایا کہ والدین بچے کو دینِ فطرت سے ہٹا کر یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس اصول کو ذہن نشین کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بچوں کی بیرونی تربیت اہمیت کے لحاظ سے ثانوی درجہ رکھتی ہے۔ اور کوئی بیرونی تربیت کا نظام فی الحقیقت کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک والدین کا مکمل تعاون حاصل نہ ہو۔

پس میں مذکورہ امور کی روشنی میں جملہ احمدی والدین سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کو دینِ فطرت یعنی دینِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قائم رکھنے کے لئے غیر معمولی توجہ دیں اور اسے کوئی معمولی امر نہ سمجھیں ورنہ ان کی اولاد کی غلط روی کے بارہ میں سب سے پہلے اُن سے پوچھا جائیگا

دوسرے میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ تنظیموں سے پُرخلوص تعاون فرمائیں جو تربیت اولاد کے سلسلہ میں محض للہ والدین کے ہاتھ بٹاتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کی طرف سے جو پروگرام تجویز کئے جاتے ہیں وہ والدین کے پُرجوش اور پُرخلوص تعاون کے بغیر ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور جو والدین بچپن ہی میں اپنی اولاد کے دلوں میں نظام سلسلہ کا احترام اور اس سے محبت اور وفاداری کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے وہ یقیناً اپنی اولاد کو ایک بڑی سعادت اور خوش بختی سے محروم رکھنے والے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قومی تربیت کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے والے ہوں اور اس مقدس نظامِ سلسلہ کو بھی اپنی جان، مال اور عزت کی قربانیوں سے تقویت دینے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل سے مسلمانوں کو حیاتِ نَو بخشنے کے لئے از سرِ نَو اس زمانہ میں عطا فرمایا ہے۔

والسلام

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

اک سرورِ جاوداں پایا ہے تیری چاہ میں
جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

جذبۂ ایمان دلِ انساں میں ہونا چاہیئے
جان کیا دشوار ہے دنیا خدا کی راہ میں

شمع گل سے کہہ رہی تھی بزم میں با چشمِ تر
وہ تبسم میں کہاں ہے جو مزا ہے آہ میں

جانتے ہیں بس وہی رازِ دعائے نیم شب
جن کی ہوتی ہے بسر شب سوز و سازِ آہ میں

اب تو کچھ اندیشۂ دشواریٔ منزل نہیں
ہیں رواں سرگرمیٔ مردِ حق آگاہ میں

محمد [illegible] سرگودھا

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مزید تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۲۷۱

میں منیر الدین شمس ولد مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم قوم کشمیری پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال ۸ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۸-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

شرط اول -/۵ روپے

العبد:۔ منیر الدین شمس ابن مولانا جلال الدین دار الصدر شرقی ربوہ۔

گواہ شد:۔ مختار احمد ہاشمی صدر دار الصدر شرقی ربوہ ۲۷/۲/۶۸-۱۵

گواہ شد:۔ محمد شجاعت علی مربی ۲۷۹۷ سیکرٹری مال حلقہ دار الصدر شرقی ربوہ ۲۷/۲/۶۸-۱۵

مسل نمبر ۱۹۲۷۲

میں محمد خالد منیر گورایہ ولد حاجی محمد ابراہیم صاحب قوم جٹ گورایہ پیشہ تعلیم عمر ۱۲ سال تین ماہ بیعت ۲۷/۸/۶۵ ساکن بوپڑہ خورد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۸-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت -/۱۰ روپیہ جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہوا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ شرط اول -/۲ روپے

العبد:۔ محمد خالد منیر گورایہ ولد حاجی محمد ابراہیم صاحب ۷/۱۰۸ ماڈل ٹاؤن احمدیہ ہوسٹل لاہور۔

گواہ شد:۔ رحمت خان سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل لاہور۔

گواہ شد:۔ محمد افضل طاہر ولد مولوی نور احمد صاحب صاحب وصیت ۱۲۷۸۲ ۷-۱۰۸ ماڈل ٹاؤن لاہور

مسل نمبر ۱۹۲۷۳

میں رشیدہ بیگم زوجہ عبد الرحمٰن صاحب بھٹی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرپور ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۶۶-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند -/۲۵۰ روپیہ

۲۔ زیور -/۷۵۰ روپیہ

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ شرط اول -/۵۰ روپے

الامۃ:۔ رشیدہ بیگم اہلیہ عبد الرحمٰن صاحب بھٹی۔

گواہ شد:۔ عبد الرحمان بھٹی خاوند موصیہ ۱۴۸۱ ہیرآباد۔ میرپور۔

گواہ شد:۔ نور احمد سیکرٹری مال۔

مسل نمبر ۱۹۲۷۴

میں امۃ القدیر زوجہ نذیر احمد صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرپور خاص ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۵/۶۶-۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۔۔۔۔ ۱۵۰ روپے

۲۔ زیور ۔۔۔۔ ۵۷۸ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ شرط اول -/۲ روپے

الامۃ:۔ امۃ النذیر اہلیہ نذیر احمد صاحب نور برادرس۔ ڈھونگن آباد میرپور

گواہ شد:۔ نذیر احمد خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ مرزا نذیر احمد نائب صدر جماعت احمدیہ میرپور

مسل نمبر ۱۹۲۷۵

میں امۃ الرحمٰن زوجہ عبد الرحیم صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۸-۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۔۔۔۔ ۲۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ شرط اول -/۱ روپیہ

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا امۃ الرحمٰن

گواہ شد:۔ سعادت علی بقلم خود

گواہ شد:۔ عبد الرحیم کارکن ٹی۔آئی ہائی سکول۔ ربوہ۔

مسل نمبر ۱۹۲۷۶ میں شاہ دین ولد محمد دین صاحب قوم راجپوت پیشہ مزدوری عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۵۳ء ساکن دار النصر شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۸-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

ایک راس گھوڑا قیمتی ۔۔۔۔ ۱۹۰

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت مجھے -/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

شرط اول ایک روپیہ

العبد:۔ نشان انگوٹھا شاہ دین دار النصر شرقی ربوہ ۲۷/۲/۶۸-۱۲

گواہ شد:۔ شبیر احمد ولد شاہ دین صاحب دار النصر شرقی ربوہ

گواہ شد:۔ حبیب اللہ ثاقب ابن شاہ دین صاحب دار النصر شرقی ربوہ ۲۷/۲/۶۸-۱۲

مسل نمبر ۱۹۲۷۷

میں حفیظہ بیگم زوجہ عبد القادر صاحب قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن موڑ کھنڈا ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۸-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ۔۔۔۔ ۲۰۰ روپے بذمہ خاوند۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ شرط اول ۔۔۔ ایک روپیہ

الامۃ:۔ حفیظہ بیگم زوجہ عبد القادر صاحب ۲۷/۲/۶۸-۲۲

گواہ شد:۔ عبد الرحمان برادر اکبر عبد القادر صاحب

گواہ شد:۔ عبد القادر بقلم خود

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

92

عرب ممالک اسرائیل سے دوبارہ جنگ کے لئے تیار ہیں۔

قاہرہ ۲۵ ؍ جولائی۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر نے کہا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں جنگ کے شعلے کسی وقت بھی بھڑک اٹھیں گے۔ اور یہ جنگ محدود نہیں ہو گی بلکہ ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ انہوں نے کہا کہ مشرقِ وسطیٰ کے بحران کا حل ناممکن ہو گیا ہے عرب یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے علاقوں پر اسرائیل کا غاصبانہ قبضہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے علاقوں اور فلسطین کے مقدس خطہ کو دشمن سے آزاد کرانے کے لئے پہلے سے زیادہ متحد اور تیار ہیں۔ صدر ناصر عرب سوشلسٹ یونین کانگریس کے افتتاحی اجلاس میں انتہائی تند و تیز الفاظ میں تقریر کر رہے تھے۔

جنگ ناگزیر ہو چکی ہے: صدر البکر

دمشق ۲۵ ؍ جولائی۔ عراق کے نئے صدر میجر جنرل احمد حسن البکر نے کہا ہے کہ مقبوضہ عرب علاقوں کو اسرائیل سے آزاد کرانے کے لئے جنگ ناگزیر ہو گئی ہے انہوں نے عرب سربراہوں پر زور دیا ہے کہ وہ اس جنگ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اور ہر ممکن کوشش کریں کہ اسرائیل کو اچھے ہتھیار نہ مل سکیں میجر جنرل حسن البکر نے عراق میں حالیہ انقلاب کے ذمہ دار گارڈ بریگیڈ کے دو بکتر بند یونٹوں کا معائنہ کرنے کے بعد ایک تقریب کے دوران یہ بات کہی۔

صدر البکر نے کہا کہ عراق اسرائیل کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے ہر وقت تیار ہے اور جب تک وہ مقبوضہ عرب علاقے آزاد نہیں کر دیتا اس وقت تک عراق کی نئی حکومت اور فوج چین سے نہیں بیٹھے گی۔

لیوی اشکول کی دھمکی

تل ابیب ۲۵ ؍ جولائی۔ عرب حریت پسندوں نے کل اسرائیل کا جو مسافر بردار بوئنگ طیارہ "اغوا" کر لیا تھا اس میں سفر کرنے والے غیر ملکی مسافروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی گئی ہے لیکن طیارہ کے عملہ کے گیارہ افراد اور کچھ دوسرے اسرائیلی باشندے ابھی تک پولیس کی نگرانی میں الجزائر میں ہیں۔ ادھر بوئنگ طیارے کے زبردستی الجزائر میں اتارے جانے پر اسرائیل میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ وزیر اعظم لیوی اشکول نے دھمکی دی ہے کہ ہم اس سلسلے میں خاموش نہیں رہیں گے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ طیارے کے اغوا میں مصر کا ہاتھ ہے۔

عرب حریت پسندوں نے ایک کان تباہ کر دی

تل ابیب ۲۵ ؍ جولائی۔ اسرائیلی فوجی ترجمان نے کل یہاں بتایا کہ عرب چھاپہ ماروں نے گزشتہ روز وادیٔ اردن میں ایک کان کو بارودی سرنگوں کے ذریعہ تباہ کر دیا جس کے سبب تین فوجی اور ایک اسرائیلی نو آباد کار شدید زخمی ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ کان شعار گولان کی اسرائیلی بستی میں تھی اور چھاپہ ماروں نے اس میں کامیابی سے بارودی سرنگیں لگا دی تھیں۔

گیارہ ہزار ٹن چینی کراچی پہنچ گئی

کراچی ۲۵ ؍ جولائی۔ روس سے گیارہ ہزار دو سو ٹن مزید چینی کل کراچی پہنچ گئی اس طرح روس اور پولینڈ سے مغربی پاکستان آنے والی چینی کی مقدار ساڑھے تیس ہزار ٹن ہو گئی ہے ٹریڈنگ کارپوریشن کراچی میں اپنے گودام پر یہ چینی ۷۵ روپے من کے حساب سے فروخت کرے گی۔

شاہ ایران اور صدر ایوب تمام مسائل پر ہم خیال ہیں

تہران ۲۵ ؍ جولائی۔ وزیر خارجہ میاں ارشد حسین نے کہا ہے کہ صدر ایوب اور شاہ ایران کے خیالات میں مکمل ہم آہنگی اور یک جہتی ہے اور دونوں سربراہوں کی پچھلے دنوں کی بات چیت کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات کی تجدید ہو گئی ہے وہ یہاں وزیر خارجہ ایران مسٹر اردشیر زاہدی کی جانب سے اپنے اعزاز میں دی گئی استقبالیہ دعوت میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا صدر ایوب نے لندن جاتے ہوئے تہران میں دو روزہ قیام کے دوران شاہ ایران سے علاقائی تعاون، عالمی مسائل اور باہمی تعاون کے امور پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

ترکی کے شہر قونیا میں زبردست ہنگامے

استنبول ۲۵ ؍ جولائی۔ ترکی میں امریکی افواج کی موجودگی کی وجہ سے مرکزی اناطولیہ کے شہر قونیا میں زبردست ہنگامے شروع ہو گئے۔ یہ ہنگامے کل سہ پہر کو اس وقت شروع ہوئے جب ڈاٹیں بازو کے چار سو مظاہرین نے ترکی کی لیبر پارٹی کے صدر دفتر پر حملہ کر دیا تھا۔ یہ لوگ اس مظاہرے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے جو بدھ کے روز ہونے والا تھا۔ اور جس کا اہتمام ٹرکش ٹیچرز فیڈریشن نے ترکی میں امریکی افواج کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے کیا تھا۔ پولیس نے ہنگامہ کرنے والوں پر قابو پانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اسے کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر کار قونیہ میں امن برقرار رکھنے کے لئے فوج کو طلب کر لیا گیا۔ ابھی ہنگامے جاری تھے کہ زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونے لگے۔ لوگ اس نئی مصیبت سے گھبرا اٹھے اور وہ مکانوں اور دکانوں سے نکل کر سڑکوں پر جمع ہو گئے۔ اس طرح ہنگامہ کرنے والوں کو مار دھاڑ اور لوٹ مار کرنے کے مزید مواقع مل گئے ہیں۔

٭

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے متعلق

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو وہ تجارت کے لئے رکھتے ہیں اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائیداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائیداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے احباب صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائیداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔"

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی آزمائش کا وقت

تحریک جدید کا سالِ رواں اب تین ماہ کے عرصہ تک ختم ہونے والا ہے تعداد کے لحاظ سے ابھی بہت سے مجاہدین ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنے موعودہ رقمیں تا حال ادا نہیں فرمائیں ممکن ہے دوستوں کی راہ میں مشکلات حائل ہوں۔ لیکن چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے وعدے جلد از جلد ادا فرما دیں تا اللہ تعالیٰ بھی ان کے اخراجات کے لئے کوئی رستہ کھول دے۔ مخلصین کے لئے خدائی بشارت آتی ہے کہ

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا اور ایسے ذرائع سے رزق دے گا جہاں سے خیال بھی نہیں ہو گا۔

پس جن احباب نے اپنے خدا سے عہد کیا ہے انہیں چاہیئے کہ اپنے عہد کا پاس کرتے ہوئے اسے پورا کرنے کی انتہائی کوشش فرمائیں تا خدا تعالیٰ بھی اپنا عہد ان سے پورا فرمائے اور دنیا و آخرت میں ان کا حامی و ناصر ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا

میرا بچہ عزیزم محمد احمد قمر ۲۳ ؍ جولائی کو بی کام فرسٹ ایئر کا امتحان دے رہا ہے بچے کے نمایاں کامیاب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ رشوکت حسین شاد ہیڈ کلرک حال مقیم احمد پال حیدر آباد۔

خدا تعالیٰ کی ایک سنّت جس میں انسانی ترقی کے بہت سے راز مضمر ہیں

نیکیوں پر دوام اختیار کرنے سے نیکی انسان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے اور وہ نیکیوں میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے

(۲)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النمل کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ فَھُمْ یَعْمَھُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:۔

" زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب ان کے برے اعمال خدا تعالیٰ ہی اُن کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے تو پھر اُن کا قصور کیا ہؤا۔ سو اس بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی ایک سنّت ہے اور اس میں انسانی ترقی کے لئے بہت سے راز مضمر ہیں کہ جب کوئی شخص کچھ مدت تک ایک کام کرتا رہتا ہے تو اس کو اس کام سے ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور یہاں اسی قانونِ قدرت کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسی خاص تقدیر کی طرف اور یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ انہوں نے سچے راستے کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کر لیا تھا اور انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ کوئی کام ایک لمبے عرصے تک کرتا چلا جاتا ہے تو اس کام کی محبت اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگ جاتا ہے اس لئے انہیں بھی اب اپنی بدعملی خوبصورت دکھائی دینے لگی ہے اور چونکہ فطرتِ انسانی کا خدا تعالیٰ ہی خالق ہے اس لئے زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ فرما کر اسے خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے ورنہ اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں بُرے اعمال اچھے کر کے دکھاتا ہے بلکہ وہ خود فطرت کی اعلیٰ درجہ کی خوبی کا غلط رنگ میں استعمال کر کے بُرے اعمال کو بھی اچھے سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے آگ خدا تعالیٰ نے اس لئے بنائی ہے کہ اس سے کھانا تیار کیا جائے یا سردی سے بچاؤ کا سامان مہیا کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص آگ میں گر کر اپنے آپ کو جلا لے تو اس کا اپنا قصور ہوگا۔ آگ کو پیدا کرنے والے خدا کا قصور نہیں ہوگا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے انسانی ترقی کے لئے یہ قانون بنایا ہے کہ جو شخص کسی کام کا عادی ہو جاتا ہے رفتہ رفتہ اسے اچھا سمجھنے لگ جاتا ہے اور اس سے اسے ایک طبعی موانست پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر کچھ لوگ اس قانون کو اس رنگ میں استعمال کریں کہ وہ برائیوں کا ارتکاب شروع کر دیں اور اس قانون کے نتیجہ میں انہیں اپنی برائیاں ہی حسین نظر آنے لگیں تو اس میں خود ان کا اپنا ہی قصور ہوگا۔ صانعِ فطرت پر اس سے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس کے قلب پر ایک سفید نقطہ لگا دیتے ہیں۔ دوسرا نیک عمل بجا لاتا ہے تو دوسرا سفید نقطہ لگا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے اس کا تمام دل نورانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر قسم کی بدی اس سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس کے بالمقابل جب کوئی شخص بدی کرتا ہے تو فرشتے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیتے ہیں اور جب وہ دوسری بدی کرتا ہے تو دوسرا سیاہ نقطہ لگا دیتے ہیں اور پھر اگر وہ بدیوں میں بڑھتا جائے تو ان نقطوں کی تعداد بھی بڑھتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا تمام دل تاریک ہو جاتا ہے اور اس کی نیکیوں کا خزانہ خالی کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی اسی قانونِ فطرت کی تشریح ہے کہ جب کوئی شخص نیکیوں پر دوام اختیار کرتا ہے تو نیکی اس کے جسم کا ایک حصہ بن جاتی ہے اور جب بدیوں پر دوام اختیار کرتا ہے تو بدیاں اس کے جسم کا ایک حصہ بن جاتی ہیں اور جو چیز انسان کے جسم کا ایک حصہ بن جائے وہ اسے اچھی ہی دکھائی دیتی ہے بری نظر نہیں آتی اگر اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان پر رحم کرتے ہوئے انسانی فطرت میں یہ بات نہ رکھ دیتا تو نیکی اختیار کرنا یا کسی کام میں دوام اختیار کرنا اس کے لئے بڑا مشکل ہوتا۔ مگر اس قانون کی وجہ سے نیکیوں میں ترقی کرنے کا سفر بڑا آسان ہو گیا ہے اور ہر عمل اس کے اگلے عمل کو آسان تر بنا دیتا ہے "

تفسیر کبیر جلد ۷ حصہ ۳
صفحہ ۳۱، ۳۲

—٭—

فضل عمر فاؤنڈیشن کے عطایا کی وصولی کیلئے

لجنہ اماء اللہ سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کی کامیاب جدوجہد

مکرمہ محترمہ صالحہ خاتون صاحبہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ حلقہ سٹلائٹ ٹاؤن سرگودہا نے رپورٹ فرمائی ہے کہ ان کے ہاں ممبرات لجنہ اماء اللہ کا فضل عمر فاؤنڈیشن کی مبارک تحریک میں مجموعی وعدہ ۔/۶۳۶۵ روپیہ کا تھا۔ اس میں سے ۔/۵۸۱۱ روپیہ کی رقم اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصول ہو کر ۳۰ احسان ۱۳۴۷ ہش یعنی دوسرے سال کے آخر تک داخل خزانہ ہو چکی ہے جو دوسرے سال کے لئے مقررہ معیار ۴۰% سے بفضلہ تعالیٰ بہت زیادہ یعنی قریباً ۹۲ فی صد ہے فالحمد للہ علی ذالک۔
ادائیگی کی فی صد مقدار میں غیر معمولی اضافہ کرنے کا موجب ۳۲ خواتین کا اپنا وعدہ مکمل طور پر پورا کر دینا ہے خصوصاً ایسی بہنوں کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے جنہوں نے گرانقدر وعدوں کی پوری رقوم ادا فرمائی ہیں۔ چند اسماء گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

محترمہ خورشید بیگم صاحبہ بیگم ڈاکٹر چوہدری عبد اللطیف صاحب	۴۰۰/۰۰
محترمہ لیڈی ڈاکٹر سلیمہ صاحبہ	۳۰۰/۰۰
محترمہ شمیم صاحبہ بنت ڈاکٹر چوہدری عبد اللطیف صاحب	۱۰۰/۰۰
محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بیگم میجر بشیر احمد صاحب پراچہ	۳۰۰/۰۰ (کل وعدہ ۵۰۰)
محترمہ آمنہ قیصر آرا صاحبہ بیگم ملک کرم داد خان صاحب	۲۰۰/۰۰

اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والی بہنوں کو دینی اور دنیوی انعامات سے نوازے۔ اور سیکرٹری صاحبہ کو اس خدمت کے لئے اجر عظیم عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن مختلف مقامات پر انصار اللہ کے اجتماعات منعقد کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ ان کی فہرست مع تاریخ انعقاد ذیل میں شائع کی جا رہی ہے متعلقہ علاقوں کی مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے اجتماعات میں کثرت سے اراکین انصار اللہ و دیگر دوستوں کو بھجوائیں۔ ان اجتماع میں انشاء اللہ حسب منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرکزی نمائندگان بھی بھجوائے جائیں گے۔

(۱) اجتماع ضلع شیخوپورہ بمقام کوٹھہ ننھے خان (۱۶-۱۷ ظہور (اگست)
(۲) کوئٹہ و قلات ۱۷، ۱۸ ظہور (اگست)
(۳) اجتماع لاہور ۲۵ ظہور (اگست)
(۴) " وزیر آباد ۳۰ ظہور (اگست)
(۵) " ساہیوال ۲۸، ۲۹ تبوک (ستمبر)
(۶) " گوجرانوالہ ۴ اخاء (اکتوبر)

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴